

رسائل وسائل

لادینیت کے دور میں معاشرتی تعلقات و رسوم کی حیثیت

سوال: ۱۔ سیکولرزم کے غلبے میں دنیا سمٹ کر رہ گئی ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں خدا اور خدا کے قانون کو نہیں مانتے اور آہستہ کسی بھی مذہب کو نہ ماننے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ فیشن، خوارک، چیزوں کے برائنا، ہر چیز ہی اب ایک کلچر کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ مسلمانوں نے بھی بالخصوص جو ملک سے باہر رہتے ہیں، اس کلچر کو اختیار کر رکھا ہے (حرام کے عضر کو نکال کر)۔ چونکہ اس کلچر کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس لیے زیر استعمال چیزوں میں ہم بھی وہی برائنا استعمال کرتے ہیں جو یہاں (بیرون ملک) لوگ کر رہے ہوتے ہیں، اور پردے ہی میں سہی مگر فیشن کے مطابق کپڑے پہننے ہیں۔ اسلام میں دوسرا مذہب اور اقوام کی مشاہد اور نقلی سے منع کیا گیا ہے۔ کیا ہمارا عصرِ حاضر کے مطابق (حرام و حلال کا خیال رکھتے ہوئے) اس طرزِ زندگی کو اختیار کرنا جائز ہے؟

۲۔ سالگرہ کو لوگ کسی قوم کی نقلی کے بجائے گلوبل کلچر کا حصہ سمجھتے ہیں، اور ساتھ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری نیت کسی قوم کی تقلید کی نہیں بلکہ بس اپنے بچے کی خوشی یا محض مل جل کر بیٹھتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی سالگرہ کی دعوت پر بلائے تو کیا مجھ پر اُس کا یہ حق ہے کہ میں سنت کے مطابق اس کی دعوت کو قبول کروں یا بھلے طریقے سے معدرت کی جاسکتی ہے؟ علاما سالگرہ کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ یہ بدعت کس طرح ہے؟ کوئی بھی شخص سالگرہ کی تقریب دینی رسم سمجھ کر تو نہیں کرتا ہے۔ میں ذاتی طور پر اسے مناسب نہیں سمجھتی اور مجھے لگتا ہے کہ اس سے خواہ مخواہ دوستوں اور رشتہ داروں پر

سماجی دباؤ آ جاتا ہے لیکن پھر بھی لوگ بلا تے ہیں۔ اس معاملے میں کس قدر سخت رویے کی گنجائش ہے۔

۳۔ عورتوں کے بال کٹوانے پر رہنمائی فرمائیے؟ عظیم پاک و ہند کے علماء اس کو درست نہیں سمجھتے لیکن دوسری طرف شیخ عبدالعزیز بن بازرگ اس کے جواز میں فتویٰ موجود ہے۔ براہ مہربانی رہنمائی فرمائیے کہ اگر کوئی عورت شرعی پرده کرتی ہو لیکن صرف اپنی یا اپنے شوہر کی خوشی کے لیے اپنے بالوں کو کٹوائے تو کیا یہ جائز ہو گا یا دوسروں پر بُرے اثرات مرتب ہونے کا خدشہ ہے؟

بالوں کو رنگوanon کے متعلق بھی وضاحت فرمادیجیے کہ آیا صرف اپنے یا شوہر کے شوق کی خاطر بالوں کو رنگوایا یا پلچ کروایا جاسکتا ہے، جب کہ عورت شرعی پر دے کا خیال رکھتی ہو؟ کیا ہم کسی ایسی کارکن یا داعی کے محابے کا حق رکھتے ہیں؟

۴۔ مغرب میں جن جوتوں میں چڑے کا استعمال ہوتا ہے بالعموم وہ خنزیر کی کھال کے ہوتے ہیں اور شرعی اعتبار سے ایسے جوتوں کا استعمال حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس صورت حال میں اچھے جوتوں کی خریداری بہت مشکل ہو جاتی ہے، بالخصوص ملک سے باہر رہتے ہوئے۔ سوال یہ ہے کہ کوئی کتنا اس بات کا مکف ف ہے کہ وہ خریداری سے پہلے اس بات کی تحقیق کرے کہ اس میں کون سا چڑا استعمال کیا گیا ہے؟

جواب: آپ کے سوالات پڑھ کر اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ احادینیت کے دور میں بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت سے ایسے افراد دنیا کے ہر گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں جنہیں معاشرتی معاملات میں حلال و حرام کی فکر ہے اور جو عصر حاضر میں تمام مشکلات و مصائب کے باوجود اپنے رب کو خوش کرنے اور صرف اس کی رضا کے حصول کے لیے اپنے رہن اور رسمات کو شریعت کے مطابق دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی نیک روحوں میں مزید اضافہ فرمائے اور دنیا میں جہاں کہیں بھی ایسے صالح افراد پائے جاتے ہیں انھیں اسلام کی صحیح تصویر عملاً پیش کرنے کی توفیق دے، آمین!

سوالات میں جہاں تک نظری طور پر بعض معاملات کے درست یا نادرست ہونے کا تعلق

ہے، اس میں یہ بات سامنے رکھیے کہ اسلام تمام انسانوں اور تمام ادوار کے لیے آیا ہے۔ اس لیے یہ لباس، غذا اور معاشرتی تعلقات کے عالم گیر اصول دیتا ہے۔ یہ کسی مقامی ثقافت، رسوم و رواج اور عرف کا غلام نہیں ہے۔ رسومات ہوں یا کسی دور کا کوئی طرزِ عمل، ان سب کو قرآن و سنت کے ابدی اصولوں پر جانچ کر دیکھنا ہوگا کہ وہ کہاں تک ان اصولوں سے مطابقت رکھتے ہیں۔

اسلامی کلچر عربی یا عجمی روایات کا نام نہیں ہے۔ اسلام کا مقصد عربوں اور عجمیوں دونوں کو مسلمان بنانا ہے۔ مسلمانوں کو عرب یا عجمی بنانا نہیں ہے۔ وہ تمام طریقے جو جاہلیت کے تھے اور جو ان کی پہچان تھے اور جسے عربیت [عربہ] کہا جاتا تھا، ان کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں تلے روندا اور صرف کلمۃ اللہ کے اعلیٰ ہونے کا اعلان اپنے آخری خطبے میں (حج کے موقع پر) فرمایا کہ اسلامی ثقافت، فکر اور کلچر کی بنیاد توحید خالص پر قائم فرمائی۔ قرآن کریم نے ترجات الجاہلیہ کو رد کرتے ہوئے ہر اس عمل کو رد کیا جو اللہ اور رسولؐ کی معصیت کی طرف لے جانے والا ہو۔

یہ بات درست نہیں ہے کہ کلچر سیکولر ہو یا مغربی یا مشرقی، اس کا تعلق مذہب کے ساختہ نہیں ہے۔ کلچر یا ثقافت دراصل دینی عقائد و تعلیمات کا ایک عکس ہوتا ہے۔ اس لیے جو لوگ شرک پر یقین رکھتے ہیں، ان کا کلچر مشرکانہ ہوگا، اور جو توحید کو مانتے ہیں ان کا کلچر توحیدی ہوگا (یہ مضمون الگ تفصیلی بحث کا مستحق ہے۔ اس لیے ہم اسے نامکمل چھوڑتے ہوئے اصل سوال کی طرف آتے ہیں)۔

● مخصوص برانڈ کا استعمال: اگر کسی برانڈ کی شے میں غیر برانڈ کی شے کے

مقابلے میں زیادہ منفعت ہے اور جو قیمت آپ ادا کریں اس کے بد لے آپ کی ضرورت زیادہ بہتر طور پر پوری ہو رہی ہے تو اس میں شریعت کو کیا اعتراض ہوگا؟ ہاں، اگر مقصود یہ ہے جب کوئی مرد دوسرے مرد سے مصافحہ کرنے والا ہو تو اس کی قیص کے کف پر لکھے ہوئے برانڈ کو دیکھ کر وہ سمجھ لے کہ اس کی قیص فلاں برانڈ کی ہے، اور جب آپ قلم سے لکھنا چاہیں تو دیکھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ قلم کتنا قیمتی ہے، تو کیا ایسا کرنا کسی بھی اخلاقی ضابطے کے مطابق درست ہو سکتا ہے؟ شریعت کسی غیر عقلی زبردستی کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے تمام اصول عقل، شرافت اور اخلاق پر مبنی ہیں اور یہ اخلاق اور اصول الہامی ہیں، انسانوں کے ساختہ پرداختہ نہیں ہیں۔

مخصوص برانڈ کی چیز کے استعمال میں مشاہدہ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ کوئی بھی

برائٹ کسی خاص طبقے کی اجراہ داری یا پہچان نہیں ہے۔ ایک یہودی ہو یا دہری، یا ایک مخلص مومن، جو بھی اس کی مطلوبہ قیمت ادا کرے گا وہ اسے استعمال کر سکتا ہے۔ اس لیے اسے مشاہدت سے خلط ملط کرنا درست نہیں ہوگا۔ ہاں، اگر کوئی شے ایک خاص فرقہ یا مذہبی گروہ سے وابستہ ہے اور اسے استعمال کیا جائے تو مشاہدت کی تعریف میں آئے گا، مثلاً صلیب یا چھے کونوں والے تارے کا استعمال۔

● سالگرہ میں شرکت: اگر کسی بچے کی سالگرہ کے لیے آپ نے کیک، موم بیوں یا غباروں وغیرہ کا اہتمام نہیں کیا اور نہ سارے گھر والوں سے مل کر بے سرے یا انتہائی سریلے انداز میں سالگرہ مبارک ہو گایا ہو، بلکہ بچے کو یہ بات سمجھائی کہ اب آپ کی عمر سات سال ہو رہی ہے اس لیے اب آپ ذمہ داری کے احساس کے ساتھ نمازوں کا اہتمام کریں اور جب ایک ماہ تک ایسا کریں گے تو ہم سب باہرجا کر آپ کی پسند کا کھانا آپ کو کھلانیں گے یافلاں چیز پکوا کر ساتھ مل کر کھائیں گے، تو اس میں شریعت کے کون سے اصول کی خلاف ورزی ہے؟ ہاں، جو طریقہ ہمارے ہاں رائج ہے کہ بڑے چھوٹے نوک دار ٹوپی پہن کر اپنی شکل کو مضمکہ خیز بنائیں، گا کر سالگرہ مبارک کہیں، وہ عقل، شریعت یا بُرداری سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا ہے۔

جہاں تک کسی ایسی تقریب میں جانے کا تعلق ہے جہاں فواحش و منحرات [ناج گانا، عریانی، حرام مشروب کا استعمال] کیا جا رہا ہو، تو واضح ہے ایسا کرنا اسلام کے معنی ہے، لیکن اگر کبی سالگرہ کی تقریب میں آپ کو مدعو کیا گیا اور آپ شرکت سے انکار کریں تو قطع رحمی ہوگی۔ اگر یہ بھی معلوم ہو کہ وہاں ناج گانا یا شراب کا استعمال نہیں ہو رہا، تو صدر حمی کے پیش نظر وہاں جا کر نصیحت کی بات پہنچانا اور گفتگو میں اس طرف متوجہ کرنا کہ اس قسم کی تقاریب میں اسراف نہ ہو، غیر مسلموں کی نقل نہ کی جائے، وہ چیزیں نہ ہوں جن سے دوسروں کی نقلی ثابت ہوتی ہو، ایک دعویٰ عمل کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ دین کے حوالے سے یہ بات سمجھ لیجیے کہ یہ ثابت اور تعمیری فکر کی تعلیم دیتا ہے محض منہیات کا نام نہیں ہے۔ جن باتوں سے منع کیا گیا ہے وہ محدود ہیں جن کو کرنے کی طرف ابھارا گیا ہے وہ لا تعداد ہیں۔ یہ بھی ہے کہ راستے میں چلتے ہوئے ایک کائنات یا پھر جو لوگوں کو تکلیف پہنچا سکتا ہے اسے دُور کر دیا جائے۔ اگر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کے میلے میں جا کر دعوتِ اسلامی پیش فرماتے ہیں تو کسی ایسی تقریب میں، وہ سالگرہ کی ہو یا نکاح کی جس

میں فاشی و عریانی اور منکرات کا امکان بظاہر نہ ہو، جانا شریعت کے منافی کیسے ہو سکتا ہے۔ سالگرہ کے بارے میں آپ کی ذاتی رائے کا پورا احترام کرتے ہوئے آپ کا روایہ یہ ہونا چاہیے کہ چاہے ذاتی طور پر نہ آپ سالگرہ منائیں نہ اسے درست سمجھیں، لیکن اگر ایسے موقع کو آپ دعوت کے لیے استعمال کر سکتی ہیں تو کیا ایسے موقع کو ضائع کرنا شریعت کا مقصد ہے؟

● بال کثوانا اور رنگوانا: بال کثوانے پر اگر شیخ عبدالعزیز بن باز مرحوم نے اور شیخ یوسف القرضاوی نے فتویٰ دیا ہے تو میری معلومات کی حد تک اس کی واضح دلیل اس اصول میں ہے جس میں ایک بڑی بُدائی سے بچنے کے لیے کم تر کا اختیار کرنا مصلحت دینی ہے۔ اگر ایک شوہر اور اس کی بیوی یہ سمجھتے ہیں کہ بیوی کے بال ترشے ہوئے ہوں تو ذاتی پسند و ناپسند سے قطع نظر اسے منوع نہیں کہا جاسکتا۔ جس بات کی ممانعت ہے وہ بالوں میں بال جوڑنے کی ہے بالوں کو کاشنے کی نہیں۔

دوسری جانب یہ بات کہ اس طرح مرد اور عورت کا تشخض ختم ہو جاتا ہے اس وقت قوی ہے جب ایک مسلمان خاتون بال کثوان کر سر کھول کر بازاروں میں پھر رہی ہو۔ اگر ایک بیوی اپنے شوہر کی خواہش کی بنا پر بال تراش کر [وہ جس طرح کے بھی ہوں] اس کے سامنے آتی ہے اور جب باہر جاتی ہے تو اس کا سر اور تمام جسم ڈھکا ہوا ہے تو اس میں معاشرے کو کیا خطرہ ہے؟ کیا وہ معاشرے میں مشابہت کی تشبیہ کر رہی ہے؟ ہاں، اگر کوئی عورت بال کثوان کر سر کھول کر سب کے سامنے پھرتی ہے تو مشابہت سے زیادہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی شریعت کی مخالفت ہے جس کا مطالبہ یہ ہے کہ وہ حجاب، یعنی سر ڈھانک کر باہر نکلے۔ شرعی پردے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث نے قیامت تک کے لیے معین کر دیا جس میں آپ سیدہ عائشہؓ کو ہدایت فرماتے ہیں کہ جب ایک مسلمان بچی بالغ ہو جائے تو چہرے اور ہاتھ کے سواتمام جسم ڈھکا ہوا ہو۔ اس میں بالوں کی سینگ کہیں آس پاس نہیں آتی کیونکہ جب سرکمل طور پر ڈھک گیا تو حجاب کے اندر بال لمبے ہوں یا چھوٹے، اس سے کسی کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

بال رنگوانے کے بارے میں یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ مہنگی یا حنا کے استعمال کی کوئی ممانعت نہیں کی گئی۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے اگر ایک خاتون اپنے بالوں کو اس لیے رنگین

کرتی ہے کہ اس کا شوہر اسے پسند کرتا ہے تو اس کی مثال وہی ہے جو اس سے قبل بالوں کی تراش کے بارے میں عرض کی گئی۔ آپ نے یہاں بھی شرعی پردے کا ذکر کیا ہے۔ جب تک ایک خاتون چہرے اور ہاتھ کے سواتمام جسم ڈھانکے ہوئے ہے، وہ بہت سے کام اس وقت تک کر سکتی ہے جب تک اس کام کی ممانعت ثابت نہ ہو جائے۔ شریعت کا اصول ہے اصلاً ہر فل مباح ہے جب تک اس کی حرمت ثابت نہ ہو۔ یہاں پر یاد رکھیے اسلام میں حلال و حرام واضح ہیں لیکن بعض چیزیں انسان کی فطرت کا مطالبہ ہیں۔ ایک خاتون کی خوب صورتی کے اجزاء میں اس کے بالوں کا لمبا ہونا مسلم دنیا میں ہی نہیں، قدیم ترین تہذیبوں کا حصہ رہا ہے لیکن اس بنا پر شدت کے ساتھ ایک موقف اختیار کر لینا بھی دین کی حکمت، مصلحت اور بصیرت سے مطابقت نہیں رکھتا۔

جہاں تک تعلق محابے کا ہے وہ تو کسی بھی ایسے موضوع پر کیا جاسکتا ہے جو آپ کے نزدیک معاشرتی یا تحریکی حقوق سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر جس کا محاسبہ کیا جا رہا ہے وہ آپ کو اپنے جواب سے مطمئن کر دے کہ آپ کا احتساب غلط تھا، تو آپ کو کشادگی قلب کے ساتھ اپنی غلطی کو مان لینا چاہیے۔ احتساب جب تک کیا جاتا رہے گا امت مسلمہ ان شاء اللہ صراط مستقیم پر رہے گی۔

● حرام جانور کی کھال کی اشیا کا استعمال: کسی حرام جانور کی کھال کے استعمال اور وہ بھی خصوصاً جوتوں یا دیگر صنعتی استعمالات میں، یہ بات سامنے رکھیے کہ قرآن کریم نے ان کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے نہ کہ ان کے صنعتی استعمال کو۔ اگر ایک گائے کسی مرض کی بنا پر مر جاتی ہے تو کیا اس کا گوشت ہم اس لیے کھاسکتے ہیں کہ گائے حلال جانوروں میں شمار ہوتی ہے؟ ایک مردہ گائے کا گوشت اگر حرام ہے تو اس کی کھال کیا حلال ہو جائے گی؟ ہاں، حدیث سے ثابت ہے کہ ایک مردہ کھال کو جو چیز حلال کرتی ہے وہ اس کی دباغت ہے، یعنی اس کا ایک ایسے عمل سے گزارنا جس میں اس کی صفائی سترائی کی جاتی ہے۔ نفرت اور اس کے حرام ہونے کے باوجود اس کی کھال کا وہ استعمال جس سے شریعت نے منع نہ کیا ہو، اس پر حکم لگانا مناسب نہ ہوگا۔ ہاں، اگر اکراہ کی بنا پر اسے استعمال نہ کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ اکراہ کی بنا پر کیکڑ کے کو جو پانی میں پائی جانے والی غذا کی تعریف میں آنے کی بنا پر حلال ہے، استعمال نہ کرنا، شریعت کے کسی اصول کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ والله اعلم بالصواب (ذاکثر انیس احمد)